HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

سرائیکی ملی شاعری: ایک جائزہ

- ڈاکٹر محمد ممتاز خان
- ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

Abstract

Pakistan, an Islamic republic, is a land of diverse cultures and languages where multilingual ethnicities live in. The literature of any country is representative of the spirit of its inhabited people. The Islamic Literature of Pakistan has the same impact on the literature of Pakistan. These rays of Islamic Literature entered Pakistan first before reaching the other parts of the subcontinent. Then this Islamic Literature descended into the heart and soul of the native people and formulated local languages. It is the responsibility of every patriot to love Pakistan. The establishment of Pakistan is the hour of the lost leadership which became the destiny of the Muslims of India after the death of Aurangzeb Alamgir. Before the establishment of Pakistan, the local poets and writers, as well as the freedom-loving youth of this land, had determined to get freedom from the slavery of the foreigners that propagated as a consequence ofillegal invasion of the British Empire. Like other regional languages of Pakistan, Siraiki language also awakened an atmosphere of Milli awareness against SikkhaShahi before the English era. When the Pakistan movement gained strength, Siraiki poets and writers did not stay behind and became the voice of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah and his companions. In this research paper, a brief overview of the Milli poetry in the Siraiki language penned over time is presented.

Keywords: Diverse Cultures, multilingual, patriot, Aurangzeb Alamgir, SikkhaShahi, Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah.

اس کائنات میں صرف رب کی ذات ہی بے سبب ہے باقی ہر ذی روح کسی نہ کسی سبب کی محتاج ہے۔ کائنات کی اولین تخلیق جو ذات مقدس نورِ اعلیٰ نور کی صورت معرض وجود میں آئی وہ بھی محض مشیت ایذدی اور طلبِ ربی کا ایک ایسا روپ سروپ تھا جو دنیائے فانی میں خواہش لطیف کی صورت نمود پذیر ہوا۔ اس کی وجہ سے دنیائے گل رنگ اپنے اُنہونے رنگ و ڈھنگ کے ہمراہ تخلیق ہوئی۔ سوئے افلاک مقرب ملوک تابع فرامین جنات و پریزاد، حجر، شجر اور آخرش نسل انسانی کے بیج پھوٹے۔ تخلیق آدمؑ اور آدمؑ کی دلجوئی کے لیے ہوّا کو رفیق حیات بنایا گیا۔ ہابیل، قابیل کی پیدائش اور اقلیمہ کی نسائیت سے اختلاف کی فضا در آئی۔ انسانی حیات میں اپنے اور پرائے کے بیچ حقوق و فرائض کے ابواب کھُلے۔ قانون اور شریعت تحریر ہوئے تو ان کو مروج کرتے ہی اختلافات وجود پذیر ہونا شروع ہو گئے۔ سماجی قوانین، ثقافت اور روایت و قواعد جب انسان کے ذاتی مفادات کے محافظ نہ بن پائے تو بغاوت نے سر اٹھایا۔ بات ذاتی مفادات سے ہوتی ہوئی جب گروہی مفادات کی عکاس بنی تو معاشرے میں سزا و جزا کا آغاز ہوا۔ ایسے عالم میں طاقت کے حصول اور طاقت ور کے اصول کو نہایت فریب کاری سے مسلط کرنے کے لیے گروہ بندی کو مروج کرنے کی سعی کی گئی۔

نچلی سطح پر گروہ بندی کو ذات پات، عقیدے اور رسوم و رواج کی قیود میں جکڑ کر کسی انہونے اور نہ دیدہ قوتوں کے عذاب سے نجات کی ایک ہی صورت مقدس اور قابل تقلید قرار پائی کہ صرف اندھی اطاعت ہی باعث نجات ہے۔ صاحب ثروت، علیم اور طاقت ور طبقات نے سماج اٹکل پچو میں عوام الناس کو گھیر لیا۔ سیاسیات کو مقدس اور قابل تفہیم قرار دے کر عوام کو انتظام و اہتمام کی ایسی شطرنج پر لا بٹھایا جس کی کوئی بھی بساط فہمید عوام سے ماورا تھی۔ معصوم اور علوم سے بے خبر لوگوں کو سیاسی نظام کے ذریعے چھوٹے چھوٹے عہدوں کونسلر، چیئرمین، ایم پی اے، ایم این اے میں تقسیم کر کے اپنا منتخب ہم نوا بنا لیا۔ بڑے پیمانے پر اقوام متحدہ کا ڈھونگ رچا کر کمزور عوام کو ہمیشہ کا غلام بنانے کے لیے مقروض کر لیا گیا۔

تاہم جب جس کی لاٹی اس کی بھینس" کو اساسی کلیہ بنایا گیا تو کمزور عوام سماجی جانور بن کر رہ گئی جن کو صرف اپنی اطاعت کے لیے سیاسی نظام میں جگہ دی گئی۔ ایسے عالم میں اگر کسی نے نمرود و فرعون بننے کی کوشش بھی کی تو فطرت نے ان کے سامنے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی صورت میں مزاحمتی محرکات کا جواز پیدا کر دیا۔ مختصر یہ کہ جہاں کہیں بھی غاصبوں کا طبقہ معرضِ وجود میں آیا، وہیں کچھ سرفروش حق پرست بھی علم بغاوت تھام کر سولی چڑھنے کے لیے تیار اور برسرِ پیکار نظر آئے۔

اس کی سب سے نمایا مثال برصغیر کی وہ تاریخ ہے جس میں کچھ دانا اور وقت کی نبض کو پرکھنے والے دانشمند، صاحب بصیرت رہنماؤں نے خوابیدہ اور مظلوم عوام کو احساس آزادی سے آشنا کیا۔ سرفروشوں اور ملت کے بہی خواہوں کے چند سرکردہ ناموں میں جہاں نواب سلیم اللہ خاں، علی برادران اور محمد علی جناح جیسے حاذق و

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

زیرک سیاست دان شامل تھے وہاں اس قبیل میں ادیبوں اور شاعروں کی ایک کثیر تعداد بھی شامل تحریک تھی، جنھوں نے نہ صرف اپنی شعری و نثری تخلیقات کے ذریعے قوم کو بیدار کر کے آزادی کے قافلے میں شامل کیا بلکہ ان کے جذبات کو جو شیلہ اور تازہ دم رکھنے کے لیے مزاحمتی نظموں اور ملی نغموں کی تاریخ رقم کی۔

اگرچہ اس طبقہ کے سرخیل علامہ محمد اقبالؒ تھے مگر برصغیر مختلف الاقوام ولسان کا خطہ ارضی تھا سو علامہ اقبال کی اردو شاعری اور انقلابی نظموں کے تتبع میں پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی اور پنجابی شعراءنے بھی تحریک آزادی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ بالخصوص سرائیکی شاعروں نے ہر وقت حق گوئی کے ترانوں اور مزاحمتی نظموں میں آزادی کی وہ آگ جلائی جس کی حدت سے گھبرا کر غاصب قوتوں کا ٹولہ انگریزوں کی صورت میں ملک چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ تاریخ انسانی اس بات کی گواہ ہے کہ ہر انقلاب کے پس پردہ شاعروں کا ایک کمربستہ اور پرجوش گروہ موجود رہا ہے۔ انہوں نے برصغیر کے خوابیدہ لوگوں کو انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جس بیداری کا سبق پڑھایا وہ بلاشبہ ان کی ملی اور جغرافیائی محبت کا عملی نمونہ ہے۔ لیکن تاریخ شاید ہے کہ سرائیکی وسیب میں تاریخ کے ہر دور میں غاصبوں کے خلاف کوئی نہ کوئی سرفروش مجاہد اور حق پرست شاعر ضرور موجود رہا ہے۔ ملی و مزاحمتی ادب کی تاریخ کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے اس قبیل کے سرخیل عظیم صوفی شاعر حضرت علی حیدر ملتانیؒ تھے۔

ڈاکٹر نصر اللہ خاں ناصر کی تحقیق کے مطابق:

> "سرائیکی زبان کی ملی شاعری کو ہم تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کی آمد سے پہلے سرائیکی زبان کے شعری ادب میں اپنے وطن کی محبت، اسلامی ملی جذبات کی عکاسی اور غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف نفرت کا اظہار ملتا ہے۔ 1875ء کے بعد خصوصاً انگریز حاکموں کے خلاف شاعری کی گئی۔ تیسرے دور میں تحریک پاکستان اور استحکام پاکستان کے موضوعات پر کثیر شاعری ملتی ہے"۔(۱)

برصغیر میں پختونوں اور افغانوں کے مماثل مزاحمت کاری کے حوالے سے جو شعری سرمایہ سرائیکی زبان میں میسر ہے وہ کسی اور مقامی ادب میں اس قدر معتبر اور بکثرت نہیں پایا جاتا۔ برصغیر میں بیرونی حملہ اوروں کا مرکز خطہ ملتان رہا ہے۔ ملتان کی دھرتی نے بہت سے حملہ آوروں کا سامنا کیا کئی خونی معرکے ہوئے۔ کئی قربانیاں دی گئیں، علی حیدر ملتانی سرزمین ملتان کے وہ غیرت مند سپوت تھے جنھوں نے سرائیکی شعری تاریخ میں پہلی مرتبہ کھل کر اپنی دھرتی اور وطن کی محبت سے سرشار ہو کر ملی و مزاحمتی شاعری کا آغاز کیا اور سکھا شاہی کے خلاف ملی بیدار کی فضا پیدا کی۔ اس دور میں سکھوں اور پٹھانوں کے ملتان پر پے در پے حملے ہو رہے تھے جو ملتان کی حکومت کو مسلسل مالی و معاشی اور فوجی نقطہ نظر سے کمزور کر رہے تھے۔ علی حیدر ملتانی بیرونی حملہ آوروں کے خلاف وسیبی طاقت کو مجتمع کرنے اور غیرت مندی کا مظہر بننے کی فضا ہموار کرنے میں مگن نظر آرہے تھے۔

ب بھی زہر نہیں جو کھا مرن کجھ شرم نہ ہندوستانیاں نوں
کیا حیا انھاں راجیاں نوں کجھ لج نہیں تورانیاں نوں
بھیڑے بھر بھر ڈیون خزانے فارسیاں خراسانیاں نوں
حیدر آکھ انہاں ہیجڑیاں نوں خسریاں نا مردانیاں نوں (۲)

سرائیکی شاعروں نے اپنی وطن دوستی اور ملت پرستی کا اظہار ملی نغموں کے علاوہ سرائیکی کی دیگر اصناف سی حرفی، بند، بحر، قطعات، اور دوہڑوں کے ساتھ ساتھ منظوم عشقیہ داستانوں اور نظموں میں بھی کیا۔ معروف مثنوی گو سرائیکی شاعر مولوی لطف نے اپنی مثنوی کے آخر میں دھرتی سے محبت کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا۔

سوہنے دیس پنجاب اُتے ہے پنجتن پاک دا سایہ (۳)

حافظ نصیر الدین خرم بہاول پوری ایک جیّد اور کثیر اللسان شاعر تھے۔ انہوں نے فارسی، اردو اور اپنی مادری زبان سرائیکی میں ہمہ موضوع شاعری کی۔ تحریک پاکستان کے دنوں میں ریاست بہاول پور کا یہ شاعر بھی اپنی شاعرانہ حب الوطنی سے مظہر ہوا۔ خرم امن کے خواہاں مگر سماجی مساوات کے بھی علم بردار تھے۔ حق

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

گوئی ان کی شاعری کا نمایاں وصف رہا ہے۔ برصغیر میں جب مسلمانوں کو بنیادی حقوق سے محروم کرکے انگریز، ہندوں گٹھ جوڑ سے باہمی حکمرانی کا جال بچھایا جارہا تھا تو ایسے عالم میں علامہ اقبال کی ہمنوائی میں خرم بہاول پوری بھی بیداری قوم میں پرجوش دکھائی دے رہے تھے۔

مسلمینو یارو ضد چھوڑو من مارو
کوئی کم کر ڈکھلاو تاں جانوں
جگ تکھر بلیارو
بھڑکیاں کھاوو بھڑک اٹھیجو
وسے ہوئے انگارو
مسلمینو یارو ضد چھوڑو من مارو (۴)

وہ خطہ ارضی جہاں انسان پیدا ہوتا ہے، جہاں اس کا بچپن، لڑکپن، جوانی اور پیری کے دن گزرتے ہیں جہاں اس کے عزیز و اقارب کا روزگار ہوتا ہے۔ جہاں اس کے رہبر مذہبی زعمار شتہ دار مکین ہوتے ہیں، وہ علاقہ، بستی، نگری، شہر اُسے دل و جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ ادیب اپنے وطن سے محبت کا اظہار نثری مضامین اور شعراء اپنی وطن پرستی کا اظہار ملی نغموں اور ملی نظموں کے ذریعے کرتے ہیں۔ سرائیکی وسیب میں جانباز جتوئی کا نام نامی اپنی کافی اور موضوعاتی شاعری کے حوالے سے ایک مستند حوالہ ہے۔ جانباز جتوئی نے ملی نغموں میں وطن پرستی کا اظہار بہت جوش و جذبہ سے کیا ہے۔

اے پاک وطن دی پاک زمیں تیڈا قائم شان وقار ہووے
تیڈا حامی پاک رسولؐ ہووے تے ناصر آل اطہار ہوووے
میڈی ہئی دعا اے پاک وطن تیڈی حافظ شب رات ہووے
تیڈے یوم مقدس یوم ہوں ہر رات تیڈی شب رات ہووے
تیڈی بھوئیں دے چپے چپے تے نت رحمت دی برسات ہووے
تیڈے رنگ برنگے گلشن تے نت وسدی مینگھ ملھار ہووے (۵)

خرم بہاول پوری اور قاضی محمد امین انصاری "چنی گوٹھی" جیسے جیّد شعراء کے ہم عصر شاعر منشی غلام نبی غلامؔ اپنے عہد میں کافی اور نظم جیسی شعری اصناف میں قلمکاری کررہے تھے تحریک پاکستان کے دنوں میں جب علامہ اقبال، خرمؔ بہاول پوری، یتیم جتوئی، اور غلام رسول ڈڈا جیسے سکہ بند شعراء ملی بیداری کے لیے شاعری کررہے تھے ایسے عالم میں منشی غلام نبی غلامؔ بھی ملی بیداری اور علیحدہ وطن کی تحریک کو اپنی نظموں سے جلابخش رہے تھے۔

منشی غلام نبی غلامؔ کے مسودہ کلام سے چند نظمیہ اشعار درج ذیل ہیں۔

ہے ساڈا پختہ ایمان
ونڈے تھیسی ہندوستان
رب ڈکھلیسی اپنی شان
بن تے رہسی پاکستان
یک مٹھ تھیون مسلماں
غاصباں کیتے تنگے چاوو
چٹے کاں کٹ مار بھجاوو
یک مٹھ تھیون مسلمان (۶)

خواجہ غلام فریدؒ سرائیکی وسیب کے قادر الکلام ہفت زبان شاعر تھے۔ ان کے کلام میں سرائیکی وسایب کی دھرتی اور لوگوں سے محبت جھلکتی تھی۔ وہ بھی اپنے خطہ ارضی کی آزادی اور غاصب طبقے سے نجات کے طلب گار اور احکام پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کو اپنا ایمان سمجھتے تھے۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

خواجہ غلام فریدؒ اگرچہ بااختیار اور کلیدی عہدے پر تعینات نہ تھے مگر نواب آف بہاول پور سمیت بیک وقت چھ والیان ریاست ان کے مرید خاص تھے۔ گویا والئی بہاول پور خواجہ فریدؒ کی حکم عدولی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اسی لیے پیرو مرشد خواجہ غلام فرید نے اپنی ایک کافی میں وطنی سے محبت اور آزادی وخود مختاری کا جو پیغام دیاوہ کچھ اس طرح ہے:

صبح صادق خاں صاجبی مانے
یا سہرے گانے گہنے
سہجوں پھلوں سیجھ سہانوں
بخت تے تخت کوں جوڑ چھکا توں
اپنے ملک کوں آپ وسا توں
پٹ انگریزی تھانے(۷)

تحریک آزادی کے مجاہدین میں ادبیوں اور شاعروں کی فوج بھی اپنے اپنے محاظ پر فکری لڑائی لڑنے میں رواں دواں نظر آتی ہے۔ ان شاعروں اور ادیبوں میں ایک معتبر حوالہ غلام رسول ڈڈا کا ہے جن کا تعلق موجودہ ضلع راجن پور کی تحصیل جام پور سے تھا انہوں نے اپنی ساری زندگی تحریک پاکستان کی کاوشوں کو تقویت دینے میں وقف کر دی۔ جام پور میں جب نوزائیدہ مملکت کا جھنڈا لہرایا جانے لگا تو غلام رسول ڈڈا نے حب الوطنی سے لبریز اپنی ایک نظم میں جذبات واحساسات کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا۔

تیکوں اج زمانہ سلامی پیا ڈیندے
تے کملا سیانا سلامی پیا ڈیندے
غرورِ شاہانہ سلامی پیا ڈیندے
تے اپنا بیگانہ سلامی پیا ڈیندے (۸)

تحریک پاکستان میں ریاست سے تعلق رکھنے والے شعراء میں ایک اہم نام غلام شبیر خاکی بھٹی کا ہے جن کا تعلق ریاست بہاول پور کے معروف روحانی علاقے اوچ شریف سے ہے۔ خاکی نے اپنی نظموں کے ذریعے عوام الناس کے دلوں کو گرمایا اور آزادی کے جذبات کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کی تحریک کے حوالے سے غلام شبیر خاکی کی کتاب "خزینہ صدیف" میں سے ایک نظم بعنوان "قصیدہ در شان پاکستان " سے اقتباس ملاحظہ کریں۔

مومن مرد رہو شادان
بن گیا ہیوے پاکستان
بانگ صلوٰۃ تے نعرے جاری
خوش تھی گئی اے خلقت ساری
سمجھ امام دی خاص تیاری
نارے بے شک ہوگئے ناری
مول نہ ریہا کافرستان(۹)

وطن پرستوں کے قبیل میں شامل شعرا میں سے ایک معتبر نام اللہ بخش یاد کا ہے۔ اللہ بخش یاد کے مجموعہ کلام کا نام ہی "میڈا مٹھا وطن " ہے۔ اس کتاب میں انتالیس ملی نغمے شامل ہیں۔ جن میں وطن کی محبت کا دریا موجزن نظر آتا ہے۔ اللہ بخش یاد کی شاعری کے متعلق ڈاکٹر صدیق ملک رقم طراز ہیں۔

"یہ شعری مجموعہ پاکستان دوستی، پاکستان کی تعریف و توصیف، پاکستان کی سراپا نگاری، مناظر نگاری اور اہل وطن کی عزت و عظمت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے جو اہل پاکستان کے دلوں کو گرماتا ہے۔

آو رل تے سارے سوچوں
سوہنے دیس دے بارے سوچوں
اینڈی سینڈھ سنگھارن کیتے
چندر لہاوں تارے سوچوں" (۱۰)

سرائیکی شاعر جندوڈا مغموم کا تعلق خواجہ فرید کی دھرتی کوٹ مٹھن شریف سے ہے۔ آپ 1932ء میں پیدا ہوئے گویا قیام پاکستان کا مرحلہ ان کے سن شعور میں وقوع پذیر ہوا۔ جندوڈا مغموم ہمہ جہت اور کثیر الاصناف شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں ان کی ملی شاعری کے حوالے سے "نظم آزادی" زبان زدِ عام ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ کریں۔

خدا دی شان قدرت دے نظارے ڈیکھ خوش تھیندا
چمکدے آسماں تے چندر تارے ڈیکھ خوش تھیندا
خدا بخش اے آزادی اساکوں پاک دھرتی دی
جشن پئے اج منیندن لوک سارے ڈیکھ خوش تھیندا
ترانے پئے سندے ہن ترنم نال دھرتی تے
ٹی وی تے اَن اکھیندن بال پیارے ڈیکھ خوش تھیندا (۱۱)

سرور کربلائی سرائیکی شاعری میں خاص طور پر سٹیج کے حوالے سے ایک گھنگھرج والے شاعر شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کا اصل نام غلام سرور خان تھا۔ ۱۹۳۸ء میں نوابزادہ شاہ محمد خان کے گھر ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے بعد میں بستی ریکڑہ ڈیرہ غازی خان میں سکونت اختیار کی۔ درس و تدریس سے جڑے رہے۔ بیسوی صدی کے نصف آخر کی شروعات میں شاعری شروع کی۔ سرائیکی زبان کی جملہ اصناف میں شاعری کے رنگ بکھیرے ان کی شاعری میں ایک نمایاں پہلو ملی شاعری کا ہے۔

بدھ کشمیر تے بدر دے نقشے
احد خندق خیبر دے نقشے
بیر الم بر بر دے نقشے
وقتی تیغ دے جوہر ڈکھال (۱۲)

فیض محمد دلچسپ سرائیکی زبان کے ایک صوفی منش اور عاشق وطن شاعر ہو گزرے ہیں۔ آپ کا تعلق تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کے ایک معروف قصبہ جندو پیر کمال سے تھا۔ آپ نے بزم فیض کے عنوان سے ایک سرائیکی ادبی سنگت بنائی، جس میں اُن کے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ میدان شاعری میں طبع آزمائی کرتا نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری شعری اصناف کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔ خاص کر کافی اور موضوعاتی نظم کے نمایاں شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اِن کی ملی شاعری ان کے دلی جذبات اور حب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

کیوں نہ واراں میں تیں توں اے تن من بدن
اے وطن اے وطن اے وطن اے وطن (۱۳)

دبستان اللہ آباد (تحصیل لیاقت پور) کے شہرہ ور شاعر صالح اللہ آبادی نے کافی گوئی کے ساتھ ساتھ ملی نظموں میں بھی نیا شعری بھرم قائم کیا۔ یوم پاکستان کے حوالے سے ان کی وطن پرستی اور حب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دفاع کے موضوع پر لکھی اُن کی نظم کے اشعار ملاحظہ کریں۔

دفاع قوم ساڈی دی دنیا گواہ ہے
مسلمان مجاہد نے او ہتھ چکھائے
وطن پاک ساڈے دی بے ڈر سپاہ اے
جنہاں قوم ظالم دے چھکے چھڑائے (۱۴)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

وطن پرستی کی وہ تحریک جو مزاحمت سے شروع ہو کر آزادی کی نوید ملنے تک تاریخ کا حصہ بنی وہ قیام پاکستان کے بعد ختم نہیں ہوئی بلکہ نئے عزائم اور ولولوں کے ساتھ مروج ہوئی۔ جہاں وطن کی محبت میں ایک طرف ملی نغمے لکھے جانے لگے وہاں دوسری طرف اس کے ریگستان، تھر، روہی، کوہستان، دریا اور میدانوں کو بھی اپنے دائرے میں کھینچ لائی۔ یوم آزادی کی تقاریب شروع ہوئیں تو ہمہ وقت "کن فیکون" کے مصداق وطن نامے تخلیق پانے لگے۔ بہاول پور کے مہان شعراء میں ایک نام بخت علی سرور کا بھی ہے۔ ان کے کلام میں زبان و بیان کی عمدگی اور محاورہ و روزمرہ کے استعمال سے ایک ایسی چاشنی در آئی ہے۔ جس سے کلام میں شگفتگی سلاست اور لطافت ٹپکتی دکھائی دیتی ہے۔ نمونہ کلام دیکھیں۔

گلشن پاک سجاؤں سارے
بازی جان دی لاؤں سارے
چوڈاں اگست ہے عید اساڈی
ڈیکھ تے ٹھر دی دید اساڈی
ایکا کر ڈکھلاؤں سارے
گلشن پاک سجاؤں سارے
ڈے قربانیاں حاصل کیتے
ڈیکھ تے سڑدے ہن بد نیتے
اپنا دیس وساؤں سارے
گلشن پاک سجاؤں سارے (۱۵)

سید قاسم جلال کا تعلق بہاول پور سے ہے آپ کا شمار کثیر اللسان شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ آپ نظم و نثر ہر دو صنفوں میں یکساں مہارت سے لکھتے ہیں۔ سرائیکی میں طویل غزل لکھنے کا سہرا بھی ان کے سر پر سجا ہے۔ آپ کی شاعری میں ملی گیتوں کی ایک معتبر تعداد پڑھنے سننے کو ملتی ہے۔ آپ کے اکثر گیت ریڈیو پاکستان بہاول پور اور ملتان کے شعر اور گلوکاروں کی آوازوں میں عوام کے دل گرماتے دکھائی دیتے ہیں۔

رل مل یار جشن مناووں
پاک وطن دے گاون گاووں
پاک وطن آباد کریجے
پاک وطن کو شاد کریجے (۱۶)

محمد اختر تاتاری کا شمار اُوچ شریف کے اُستاد شعراء میں کیا جاتا ہے۔ آپ کی وجہ شہرت سرائیکی غزل اور نظم ہے۔ ان کی ملی نظمیں بھی سرائیکی شاعری میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ اختر تاتاری کے ایک ملی نغمے کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

پاک جھنڈا اساڈا پاسبان
نقش ہے دل دے اُتےاے چندر تارے دا نشان
ایندے صدقے شاد تے آباد ہے دل دا جہان
ایں توں ساڈی جان وی قربان (۱۷)

دبستان بہاول پور کے عہد موجود کے سردار خادم حسین مخفی ایک قادرالکلام شاعر مانے جاتے ہیں۔ ان کے ہاں موضوعات کا تنوع ہے گویا ان کی شاعری ایک ایسا گلشن ہے جس میں ہمہ رنگ گل شگفتہ موجود نظر آتے ہیں۔ ٹھیٹھ زبان، جمالیات پسندی اور وطن پرستی ان کی شاعری کا سنگھار ہے۔ تحریک آزادی کے حوالے سے ایک قطع ملاحظہ کریں۔

ہے بے مثال جگ وچ سوہنا وطن اساڈا

بلبل اساں ہیں ایندے اے ہے چمن اساڈا
عزت ہے ساڈی مخفی ایندی سلامتی وچ
ایندے اُتے فدا ہے تن من تے دھن ساڈا (۱۸)

ہجرت ایک حقیقت ہے جو ہمیشہ انسانی ضرورت اور بقا کے تابع رہی ہے لیکن وطن سے پیار اور وسیب سے وابستگی انسانی فطرت میں رچی بسی ہوئی ہے۔ کچھ لوگوں نے وطن پرستی کے لیے عملی خدمات سرانجام دیں اور سیاس و اقتصاد میں بہتری لانے کی کوشش میں اپنا حصہ ملایا۔ لیکن کچھ لوگوں نے فکری سطح پر معاشرتی بھلائی اور مادر وطن سے محبت کے جذبوں کو متواتر بیدار کیے رکھا۔ جب انگریز نے سرزمین ہندوستان خاص کر سرائیکی علاقے پر اپنے ناپاک عزائم کے ساتھ قدم رکھے تو یہاں کی غیور عوام نے ان کے اس ناجائز قبضے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ سرائیکی علاقے میں مختلف مقامات پر تحریک آزادی کے جن مجاہدوں نے انگریز اور انگریزوں کی مقامی لوگوں پر زیادتیوں کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ تحریک آزادی کے ان مجاہدوں میں احمد خاں کھرل (ساہیوال) ، شملہ شیر جوان (تھل)، ملک ابن (گوگڑاں ضلع لودھراں)، اور موسیٰ لکھ پال (صادق آباد) خاص طور پر قبل ذکر ہیں۔ تحریک آزادی کے ان مجاہدوں میں سے بعض مجاہدین کو اس جرم کی پاداش میں جان تک سے ہاتھ دھونے پڑے۔

مذکورہ بحث کو سمیٹتے ہوئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ مقامی لوگوں کی فکری تحریک پہلے مزاحمت پھر آزادی کے حصول تک جاری رہی۔ تاہم وطن کی بقا اور سلامتی کے رکھوالوں کی حوصلہ افزائی اور عوام الناس کی وطن پرستی کو متواتر بیدا کیے رکھنے کا فرض دن بدن جاری رہا جو ہنوز عازم سفر ہے۔ سرائیکی زبان میں ملی نظموں سے سرشار تخلیقی ادب پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں پاکستان کی تعریف و توصیف، دھرتی سے پیار کے نغمے، آزادی کے ایام کے حوالے سے ہونے والی شاعری، پرچم پاکستان کے حوالے سے منظومات اور بچوں کے لیے حب الوطنی سے سرشار نظموں کے ساتھ ساتھ جنگی ترانے، گیت، قومی سانحات، کشمیر کی محبت، قائداعظم اور علامہ محمد اقبال کی شان میں ہونے والے شاعری کا سلسلہ تواتر سے جاری وساری ہے۔

حوالہ جات

1. ناصر، نصر اللہ خاں، سرائیکی شاعری دا ارتقاء، فکشن ہاوس لاہور، ۲۰۲۲ء، (تریجھا چھاپہ)، ص: ۲۱۲
2. ملتانی، علی حیدر، مکمل مجموعہ ابیاتِ علی حیدر (مرتبہ: ملک فضل دین)، اللہ والے کی قومی دکان، لاہور، ۱۳۲۵ھ، ص: ۴۶
3. لطف علی، مثنوی سیف الملوک (مرتب و مترجم: محمد بشیر ظامی)، (ڈوجھا چھاپہ)، اردو اکادمی بہاول پور ۱۹۹۴ء، ص: ۳۶۹
4. بہاول پور، خرم، خیابانِ خرم (ترمیم و ترتیب: دلشاد کلانچوی)، سرائیکی ادبی مجلس، بہاول پور، ۱۹۸۶ء، ص ص: ۳۴، ۳۵
5. لاشاری، ظفر، جانباز جتوئی (حیاتی تے فن)، پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص: ۷۹
6. غلام، نبی غلام، کلام غلام (قلمی نسخہ)، مملوکا حفیظ طاہر گھوٹیہ، چنی گوٹھ، س ن، ص: ۵۷
7. خواجہ فرید، دیوان فرید (مرتبہ: جاوید چانڈیو)، سرائیکی ادبی مجلس، بہاول پور، (ڈوجھا چھاپہ)، ۲۰۰۴ء، ص: ۲۳۶
8. رسول پوری، محمد اسلم، سرائیکی ادب وچ معنی دا پندھ، سرائیکی پبلیکیشنز رسول پور، ۲۰۱۴ء، ص: ۱۱۸
9. ناصر، نصر اللہ خاں، سرائیکی شاعری دا ارتقاء، مذکور، ص: ۲۱۹
10. ملک، محمد صدیق، سرائیکی ادب میں پاکستانیت: ایک تحقیقی جائزہ، سرائیکی ادبی بورڈ ملتان، ۲۰۱۰ء، ص ص: ۷۳، ۲۷
11. جندوڈہ مغموم، اکھا پھلا، جھوک پرنٹرز، ملتان، ۱۹۹۸ء، ص: ۲۵
12. سرور کربلائی، قوم دا لعل (نظم) مشمولہ: للکار (مرتبہ: ریاض انور، اختر علی خان رند)، بزم ثقافت، ملتان، ۱۹۶۵ء، ص: ۵۱
13. فیض محمد دلچسپ، دیوان دلچسپ، ص: ۴۵۲
14. اللہ آبادی، صالح محمد صالح، دفاع (مسدس)، غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ راقم، س ن، ص: ۱۶
15. مسرور، جام بخت علی، آساں دے بُھل، روحانی پرنٹنگ پریس، ملتان، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۹۲
16. قاسم جلال، پھلاں دی سیجھ، مہتاب پرنٹرز بہاول پور، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۰۱
17. تاتاری، محمد اختر، حیاتی دے پندھ، بزم نقوی، احمد پور شرقیہ، ۲۰۰۷ء، ص: ۲۳۴
18. مخفی، خادم حسین، گھبکار، دلنور پبلی کیشنز، نور پور نورنگا (بہاول پور)، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۳